***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Concept of Great Oppression (Ẓulm-e-ʿAẓīm) in the Light of the Holy Quran: An Analytical Study

قرآن کریم کی روشنی میں ظلم عظیم کا تصور: ایک تجزیاتی مطالعہ

Bakhtawar Arshad
BS Islamic Studies, GPGC for Women Haripur
Alina Bibi
BS Islamic Studies, GPGC for Women Haripur
Wajiha Naz
BS Islamic Studies, GPGC for Women Haripur
Kinza Hameed
Assistant Professor of Islamiat Head of Islamic Studies Department
GPGC for Women Haripur

ABSTRACT

Shirk (polytheism) constitutes the gratest sin and the ultimate injustice within the cosmos, explicitly characterized by the Holy Quran under the comprehensive description of Zulm-e-Azeem (the supreme oppression). Since the core literal meaning of Shirk signifies establishing partnership, sharing, or equating two entities, and the true essence of injustice lies in displacing a rightful claim from its proper position, the absolute cosmic truth dictates that devotion, worship, gratitude, and sovereignty belong exclusively to the One Creator who generated humanity, granted life, and sustained existence. When humanity associates any helpless creation with this exclusive and divine right of Allah, it commits a direct usurpation of the cosmos's greatest right, establishing the absolute worst and most heinous form of injustice. Through this act, a person severely elevates a dependent creation, placing it parallel to the divine status and equating it with the rank of Allah. This is not merely a profound violation against divine divinity, but an equally severe oppression inflicted upon human dignity, conscience, and intellect, as it degrades the ultimate creation by forcing it to bow before fellow creations. Consequently, it is established that true justice, cosmic equilibrium, and moral order are attainable solely under the umbrella of Monotheism (Tawheed), and the eradication of Shirk is the ultimate prerequisite for eliminating every form of intellectual, existential, and practical oppression.

Keywords
Shirk, Zulm-e-Azeem, Linguistic and Conceptual Study, Tawhid and Adl, Quranic Exegesis, Concept of Injustice.

کائنات کے وجود اور اس کی غایت سے متعلق انسانی شعور میں ابھرنے والا سب سے بنیادی اور کلیدی سوال یہ ہے کہ اس عالمِ رنگ وبو کا خالق کون ہے اور اس کی تخلیق کا محرک کیا ہے؟ کیا یہ مربوط اور منظم نظامِ ہستی محض ایک اتفاقِ محض کا نتیجہ ہے یا یہ کسی قادرِ مطلق اور مدبرِ حکیم کے شعوری ارادے کا ثمر ہے؟ عقلِ سلیم اس حقیقت کی گواہی دیتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک حکیمانہ نظام میں پرویا ہوا ہے، جو کسی حادثاتی وجود کی نفی کرتا ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس کائنات کو تخلیق کرنے والی ذات موجود ہے۔ انسانی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی انسان نے کائنات کی کسی طاقتور چیز کے سامنے خود کو بے بس محسوس کیا یا اس سے خوف محسوس کیا، تو نادانی میں اسی کو اپنا خدا یا مشکل کشا مان لیا۔ کبھی سورج کی تپش اور اس کے فائدے دیکھ کر اس کے سامنے سر جھکا دیا، تو کبھی سمندر کی موجوں اور بادلوں کی گرج سے ڈر کر انہیں معبود بنا لیا۔ کبھی پتھر سے بت تراش کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا تو کبھی درختوں اور جانوروں کو خدا مان کر ان کی عبادت کرنے لگا نیز انسان جس چیز سے فائدہ پاتا یا جس کے غصے سے خوفزدہ ہوتا، اپنی عقل کے مطابق اسے ہی کائنات کا نظام چلانے والا سمجھنے لگتا۔ انسانی تاریخ کا ایک عجیب اور افسوسناک منظر یہ رہا ہے کہ انسان نے

جب اصل خالق کو فراموش کیا، تو معبودوں کی اتنی کثرت کر دی کہ گویا مخلوق کم پڑ گئی اور خالق زیادہ ہو گئے۔ ہر دور ہر نسل اور ہر قوم نے اپنی ضرورت اور وہم کے مطابق ایک الگ خدا تراش لیا، یہاں تک کہ ایک ہی مذہب کے اندر کئی کئی خداؤں کا تصور ابھر آیا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حقیقت میں اتنے خدا موجود ہیں؟ عقل پکار اٹھتی ہے کہ کائنات کا یہ مربوط نظام ایک سے زائد خداؤں کی موجودگی میں ایک لمحہ بھی قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی موجودگی اور اس کی وحدانیت کا گواہ ہے بے شک تمام انبیاء ورسل کا پیغام لا الہ الا اللہ ہی حقیقی اور ابدی پیغام ہے۔ مگر وہ تمام مذاہب اور اقوام جنھوں نے اللہ کے سوا کسی کی عبادت کی یا اللہ کے برابر کسی کو تصور کیا تو حقیقت میں انھوں نے شرک کیا۔

لفظ "شرک" عربی زبان کا ایک نہایت اہم اور گہرا لفظ ہے، اور اس سے عموماً شراکت مراد لیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال عام طور پر عقیدہ اور عبادت کے متعلق کیا جاتا ہے۔ عربی لغات میں شرک کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

" (شَرَكَ) الشِّينُ وَالرَّاءُ وَالْكَافُ أَصْلَانِ، أَحَدُهُمَا يَدُلُّ عَلَى مُقَارَنَةٍ وَخِلَافِ انْفِرَادٍ، وَالْآخَرُ يَدُلُّ عَلَى امْتِدَادٍ وَاسْتِقَامَةٍ "1

(شَرَکَ) کے جڑ کے حروف شین را اور کاف ہیں ان کے دو بنیادی معنی ہیں ایک اشتراک (ملنا) جو تنہائی کے الٹ ہے، اور دوسرا لمبائی اور سیدھ پر دلالت کرتا ہے۔)

امام فیروز آبادی اپنی کتاب القاموس المحیط میں لکھتے ہیں کہ

" اشْتَرَكا وتشاركا، وشارك أحدهما الآخر " 2

(وہ دونوں شریک ہوئے اور انہوں نے آپس میں شرکت کی اور ان میں سے ایک دوسرے کا شریک بنا)

جبکہ ظلم کا معنی عربی میں عام طور پر کسی چیز کو اس کے مقام سے ہٹانا مراد لیا جاتا ہے۔ عربی لغت میں ظلم کا معنی یہ ہے کہ

" ظَلَمَ : الظَّاءُ وَاللَّامُ وَالْمِيمُ أَصْلَانِ صَحِيحَانِ أَحَدُهُمَا خِلَافُ الضِّيَاءِ وَالنُّورِ، وَالْآخَرُ وَضْعُ الشَّيْءِ غَيْرَ مَوْضِعِهِ تَعَدِّيًا ، فَالْأَوَّلُ الظُّلْمَةُ، وَالْجَمْعُ ظُلُمَاتٌ ، وَالْأَصْلُ الْآخَرُ: ظَلَمَهُ يَظْلِمُهُ ظُلْمًا ، وَالْأَصْلُ : وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ "3

(ظلم ظ، ل، م کے مادہ سے ہے) ظ، ل، اور م میں دو اصل بنیادی اور صحیح مفہوم پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے پہلا روشنی اور نور کی ضد یعنی اندھیرا ہے، اور دوسرا (مفہوم) کسی چیز کو زیادتی کرتے ہوئے اس کے اصل مقام کے علاوہ کہیں اور رکھنا ہے، پس پہلے مفہوم سے الظلمہ (اندھیرا ہے، جس کی جمع ظلمات ہے اور دوسرا اصل (قاعدہ) یہ ہے: اس نے اس پر ظلم کیا ظلم کرنا، اور اس کی اصل بنیاد ہے کسی چیز کو اس کے اصل مقام کے علاوہ غلط جگہ رکھنا)

لغوی اور اصطلاحی طور پر یہ لفظ محض کسی کو تکلیف پہنچانے تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کی جڑیں حق تلفی اور بے اعتدالی میں پیوست ہیں۔ حقیقت میں ظلم کا معنی ناانصافی اور بے اعتدالی ہے۔

شرک کی تعریف کے حوالے سے اہل علم کے بیانات میں اگرچہ تعبیرات کا تنوع پایا جاتا ہے، مگر تمام الفاظ کا لب لباب اور نچوڑ ایک ہی نقطے پر مرکوز ہے کہ کائنات کے خالق ومالک کی یکتائی میں کسی بھی درجے کی شرکت توحید کی نفی اور عقیدے کی بنیاد کو منہدم کر دینے کے مترادف ہے۔

عبد الرحمن بن حسن اپنی کتاب فتح المجید واحد عقدہ میں لکھتے ہیں کہ

"وتَنَقُّصٌ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ، وصرفُ خَالِصِ حَقِّه لِغَيْرِه ، وعَدْلُ غَيْرِه به" 4

(شرک رب العالمین کی کسر شان کی توہین ہے، اللہ کے خالص حق کو دوسروں کے لیے پھیر دینا ہے، اور دوسروں کو اس (اللہ) کے برابر قرار دینا ہے)

اسی طرح تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ "ظلم کے معنی یہ ہیں کسی کا حق چھین کر دوسرے کو دے دیا جائے، شرک اس لحاظ سے واضح طور پر بہت بڑا ظلم ہے کہ عبادت اللہ تعالی کا خالص حق ہے شرک کرنے والے اللہ تعالی کا یہ حق ادا کرنے کے بجائے خود اسی کے بندوں اور اس کی مخلوقات کو دیتے ہیں۔"5

ابن سیدہ المرسی ظلم کے معنی اپنی کتاب المحکم والمحدث الاعلام میں یوں بیان کرتے ہیں کہ

" إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الرَّزَّاقُ الْمُنْعِمُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، فَإِذَا أُشْرِكَ بِهِ غَيْرُهُ فَذَلِكَ أَعْظَمُ الظُّلْمِ؛ لِأَنَّهُ جَعَلَ النِّعْمَةَ لِغَيْرِ رَبِّهَا ظَلَمَهُ يَظْلِمُهُ ظُلْمًا فَهُوَ ظَالِمٌ وظَلُومٌ " 6

(اللہ تعالی ہی زندگی اور موت دینے والا، رزق دینے والا اور نعمتوں کا عطا کرنے والا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اگر کوئی اس کے ساتھ شرک کرے تو یہ سب سے بڑا ظلم ہے کیونکہ اس نے ان کے حقدار کے علاوہ نعمتیں کسی اور کی طرف منسوب کی ہیں۔ اس نے اس پر ظلم کیا، اس نے ظلم کیا، ناانصافی کی، تو وہ ظالم اور جابر ہے)

شرک یہ ہے کہ اللہ کی مخصوص صفات اور حقوق میں کسی غیر اللہ (مخلوق) کو اللہ کے برابر قرار دیا جائے۔ یعنی اللہ تعالی کے ساتھ ربوبیت، الوہیت یا اسماء وصفات میں یا کسی بھی قسم کی عبادت میں کسی غیر کو شریک یا مد مقابل ٹھہرایا جائے۔ دوسروں کو اللہ کا مد مقابل ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ بندگی وعبادت کی مختلف اقسام میں سے کسی

قسم کا رویہ خدا کے سوا دوسروں کے ساتھ برتا جائے۔ عبادت کی وہ مخصوص اقسام جو صرف اللہ کے لیے مخصوص ہیں ان میں دوسروں کو شریک ٹھہرانا شرک ہے۔ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ بھی ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی کے ٹھہرائے ہیں، وہ چیزیں کسی اور کے لیے کی جائے جیسے سجدہ کرنا، اس کے نام کی منت ماننا، مشکل کے وقت پکارنا، ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔ اس بات میں اولیاء، انبیاء کرام شیطان بھوت وغیرہ میں کچھ فرق نہیں۔ یعنی جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا وہ شرک ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی نصیحت کو بیان کرتے ہوئے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے

"إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ"7

(بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے)

یعنی جس نے شرک کیا اس نے کائنات کے مالک پر ظلم کیا اور یہ ظلم ظلم عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی ذات اقدس کا تعارف نہایت واضح اور دوٹوک الفاظ میں کروایا ہے کہ وہ اکیلا ہے اور اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں۔ وہی کائنات کی ہر شے کا خالق مالک اور حقیقی رازق ہے، جس کے قبضے میں زندگی اور موت ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الاخلاص اس حقیقت کی بہترین ترجمان ہے کہ اللہ احد' ہے، وہ صمد یعنی بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے. اللہ پاک فرماتے ہیں

قُلْ هُوَ أَحَدٌ اللَّهُ، اللَّهُ الصَّمَدُ ، لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ ، وَ لَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ"8

(کہو وہ اللہ یکتا ہے، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے)

مگر انسان نے اللہ کے ساتھ شریک بنا لیے اور اللہ کے سوا شریک بنا لیے۔ ان شرکاء کے بارے میں ارشاد فرمایا

يَأَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِ ينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَ لَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَ إِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوبُ "9

(لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو۔ جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور اگر زمین اور آسمان میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے، تو کائنات کا یہ خوبصورت اور منظم نظام لمحوں میں بکھر جاتا)

کائنات کے نظام کے متعلق منطق کو قرآن کریم نے بہت سادہ اور گہرے انداز میں سمجھایا ہے

" مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَ مَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ"10

(اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے، اور کوئی دوسرا خدا اس کے ساتھ نہیں اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی خلق کو لے الگ ہو جاتا، اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب سورہ الانعام کی آیت

" الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ "11

(حقیقت میں تو وہی لوگ امن کے مستحق ہیں اور وہی صحیح راستے پر ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا) نازل ہوئی، تو صحابہ کرام نے لفظ 'ظلم' کا عمومی اور لغوی مطلب لیا۔ ان کے نزدیک ہر گناہ، خطا اور لغزش ظلم کے زمرے میں آتی تھی۔ چنانچہ وہ اس فکر میں مبتلا ہوگئے کہ اگر ایمان کی سلامتی کے لیے ہر قسم کے ظلم سے بچنا شرط ہے، تو پھر ہدایت اور امن کسے نصیب ہوگا؟ کیونکہ انسانی فطرت میں خطا کا امکان موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو واضح فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد وہ عمومی گناہ نہیں بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی دلیل قرآن ہی کی ایک دوسری آیت سے دی جو حضرت لقمان کا اپنے بیٹے کو وعظ ہے

"إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ "12

(بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے)

اور یہی وہ ظلم ہے جس کا ذکر اللہ سبحان وتعالیٰ نے کیا ہے۔13

شرک میں غیر مستحق (مخلوق) کو مستحق عبادت (خالق) کے برابر کھڑا کر دیا جاتا ہے، اس لیے یہ بدترین ناانصافی اور ظلم عظیم قرار پاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ ایسا انسان گمراہ ہے۔

"وَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا" 14

(جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایہ وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا)

پھر فرمایا

" وَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيمًا" 15

(اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھیرایااس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیااور بڑے سخت گناہ کی بات کی)

شرک کو ضلالاً بعیداًدور کی گمراہی اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ انسان کی عقل اور فطرت کے اصل راستے سے مکمل انحراف ہے۔ ہدایت کا سیدھا راستہ توحید ہے جو انسان کو صرف ایک خالق سے جوڑتا ہے، جبکہ شرک انسان کو وہم وسوسوں اور ان گنت باطل معبودوں کے پیچھے لگا کر اسے حق سے اتنا دور کر دیتا ہے کہ واپسی کا راستہ مشکل ہو جاتا ہے۔ حضرت عبد الرحمن اپنے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا

" أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ ؟ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ" 16

(کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتایئے یارسول اللہ! آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا)

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ

"شرک اس وجہ سے ظلم عظیم ہے کہ آدمی ان ہستیوں کو اپنے خالق اور رازق اور منعم کے برابر لا کھڑا کرتا ہے جن کا نہ اس کے پیدا کرنے میں کوئی حصہ، نہ اس کو رزق پہنچانے میں کوئی دخل، اور نہ ان نعمتوں کے عطا کرنے میں کوئی شرکت جن سے آدمی اس دنیا میں متمتع ہو رہا ہے۔ یہ ایسی بے انصافی ہے جس سے بڑھ کر کسی بے انصافی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ پھر آدمی پر اس کے خالق کا یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی بندگی و پرستش کرے، مگر وہ دوسروں کی بندگی بجالا کر اس کا حق مارتا ہے۔ پھر اس بندگی غیر کے سلسلے میں آدمی جو عمل بھی کرتا ہے اس میں وہ اپنے ذہن و جسم سے لے کر زمین و آسمان تک کی بہت سی چیزوں کو استعمال کرتا ہے، حالانکہ یہ ساری چیزیں اللہ وحدہ لاشریک کی پیدا کردہ ہیں اور ان میں سے کسی چیز کو بھی اللہ کے سوا کسی دوسرے کی بندگی میں استعمال کرنے کا اسے حق نہیں ہے" 17

شرک انسانی عقل کے خلاف سب سے بڑا جرم ہے اور یہ اللہ کے حق میں سب سے بڑی مداخلت ہے۔ یہ تمام اعمال کی بربادی کا سبب ہے، جبکہ باقی گناہ اللہ کی مشیت سے معاف ہو سکتے ہیں، مگر شرک بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ سے اللہ کے حق کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

" أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا "

(کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں)

پھر نبی کریم ﷺ نے بندوں کا اللہ پر حق کے متعلق پوچھا تو عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے"18
اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بندے کے ذاتی گناہوں لغزشوں اور کوتاہیوں کو تو معاف فرما سکتا ہے، لیکن شرک کی معافی اس لیے ممکن نہیں کیونکہ یہ براہِ راست خالق کی وحدانیت اور اس کے خصوصی استحقاق پر حملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

" إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ "19

(اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے)

نجات کی پہلی اور بنیادی شرط عقیدہ توحید ہے، کیونکہ شرک کی موجودگی میں انسان کا کوئی بھی نیک عمل یا علم اپنی حقیقی روح کھو دیتا ہے اور اسے ظلم عظیم کے زمرے میں ڈال دیتا ہے۔ قرآن مجید میں شرک کرنے والوں کے لیے بہت سخت وعید آئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

" إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ "20

(جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایہ اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں)

شرک محض ایک عقیدہ نہیں بلکہ کائناتی سطح پر سب سے بڑی حق تلفی اور بے اعتدالی کا نام ہے۔ اس کے ظلم عظیم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عبادت خالصتاً اللہ تعالیٰ کا حق ہے، کیونکہ وہی کائنات کا واحد خالق اور حقیقی مالک ہے۔ جب ایک انسان اللہ کا یہ مخصوص حق چھین کر اس کی عاجز مخلوق کے سپرد کرتا ہے، تو وہ نہ صرف باری تعالیٰ کی توہین کرتا ہے بلکہ عدل کے اس بنیادی اصول کی بھی نفی کرتا ہے جس کے مطابق ہر چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنا ضروری ہے۔ کسی شے کو اس کے اصل محل کے خلاف استعمال کرنا ہی ظلم ہے، اور چونکہ شرک میں غیر مستحق (مخلوق) کو مستحق عبادت (خالق) کے برابر کھڑا کر دیا جاتا ہے، اس لیے یہ بدترین ناانصافی اور ظلم عظیم

قرار پاتا ہے۔ یعنی شرک کرنے والا یا تو اللہ کے درجے کو کم کر کے مخلوق (غیر خدا) کے برابر لائے گا (نعوذ باللہ) یا مخلوق (غیر خدا) کے درجے کو بلند کر کے اللہ کے درجے کے برابر کے جائے گا (نعوذ باللہ) مگر دونوں صورتوں میں اس نے اللہ کے ساتھ شریک بنانے اور ظلم کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

" مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّه فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاء فَتَخْطَفُهُ الطَّيْر أَوْ تَهْوِي بِه الرِّيحُ فِي مَكَان سَحِيق" 21

(اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے)

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

" أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاء عَنِ الشِّرْك مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيه مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ" 22

(شریک بنائے جانے والوں میں سب سے زیادہ میں شراکت سے مستغنی ہوں۔ جس شخص نے بھی کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو میں اسے اس کے شرک کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیتا ہوں)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

" ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد بتاتا ہے، میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں اپنے لیے بیوی یا اولاد بناؤں" 23 منصب نبوت پر فائز ہونے والی ہر ہستی کا اولین اور بنیادی مقصد توحید کی بحالی تھا۔ قرآن کریم کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء ﷺ تک تمام رسولوں نے اپنی قوموں کو اسی ایک نقطے کی طرف بلایا کہ کائنات میں بندگی کا حقدار صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ یہ وحدت پیغام اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ انسانی فطرت کا اصل تقاضا توحید ہے اور شرک اس فطری راستہ سے بدترین انحراف اور گمراہی ہے۔

اللہ پاک نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا

"وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْه أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُون" 24

(ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، پس تم لوگ میری پابندگی کرو)

سورہ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کا ذکر فرمایا اور ان سب کی زبان سے ایک ہی پیغام سنوایا

" يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَه غَيْرُه " 25

(اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو، اسکے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے)

ان انبیاء کرام نے اپنی اپنی قوموں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا مگر ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان اقوام پر ایسے دردناک عذاب بھیجے کہ یہ اقوام صفہ ہستی سے مٹ گئی۔ جب کوئی قوم ظلم عظیم (شرک) کو اپنا شعار بنا لیتی ہے اور اصلاح کی تمام دعوتوں کو جھٹلا دیتی ہے، تو فطرت کا قانون مکافات حرکت میں آتا ہے۔

" فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِه فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْه حَاصِبًا وَ مِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَ مِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِه الْأَرْضَ وَ مِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَ مَا كَانَ اللّٰهَ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ "26

(آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا، پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا، اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، اور کسی کو غرق کر دیا اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا، مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے)

میدان حشر میں جب اللہ تعالیٰ مشرکین کے سامنے ان کے باطل معبودوں سے سوال کرے گا، تو یہ منظر شرک کے لایعنی اور بے بنیاد ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہو گا۔ معبودان باطل خود اللہ کی تسبیح بیان کریں گے اور بندوں کو گمراہ کرنے کے الزام سے برات کا اظہار کریں گے۔

" وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَ مَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰه فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي بؤُلَاء أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ، قَالُوا سُبْحَنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاء وَ لَكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ آبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا "27

(اور وہی دن ہو گا جب کہ تمہارا رب ان لوگوں کو بھی گھیر لائے گا اور ان کے ان معبودوں کو بھی بلا لے گا جنہیں آج یہ اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہیں، پھر وہ ان سے پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا یہ خود راہ راست سے بھٹک گئے تھے؟ وہ عرض کریں گے پاک ہے آپ کی ذات، ہماری تو یہ بھی مجال نہ تھی کہ آپ کے سوا کسی کو اپنا مولی بنائیں، مگر آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان زندگی دیا حتی کہ یہ سبق بھول گئے اور شامت زدہ ہو کر رہے)

مختصر سا جملہ جو پورے عقیدہ توحید کا خلاصہ ہے اور ظلمِ عظیم (شرک) کے رد میں سب سے بڑی وزنی دلیل ہے وہ قرآن کی یہ آیت ہے کہ

"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ "28

(کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں)

مولانا مودودی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "اس میں لفظ مثل پر کاف (حرف تشبیہ) کا اضافہ محاورے کے طور پر کیا گیا ہے جس سے مقصود محض بات میں زور پیدا کرنا ہوتا ہے، اور عرب میں یہ طرز بیان رائج ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں کہنے کے بجائے اس کے مثل جیسا کوئی نہیں کہنے میں مبالغہ ہے، مراد یہ ہے کہ اگر بفرض محال اللہ کے کوئی مثل ہوتا تو اس جیسا بھی کوئی نہ ہوتا، کجا کہ خود اللہ جیسا کوئی ہو"29

یہ محض ایک خبر یہ جملہ نہیں بلکہ یہ توحید باری تعالی کا وہ محکم ضابطہ ہے جو کائنات کے پورے نظام عدل کو استقامت بخشتا ہے۔ اس کا گہرا علمی اور بلاغتی مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کی ذات درکنار اس جیسی کسی فرضی مثال کا وجود بھی ناممکنات عقلیہ میں سے ہے۔ عربی زبان کے اسلوب میں کاف تشبیہ اور لفظ "مثل" کا ایک ساتھ آنا اس بات پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ خالق کائنات اپنی ذات صفات اور افعال میں اس قدر یکتا اور بے مثال ہے کہ انسانی تخیل اور وہم و گمان کی رسائی وہاں تک ہو ہی نہیں سکتی۔ شرک در اصل اسی اٹل حقیقت کو جھٹلانے کا نام ہے، جب ایک مشرک کسی مخلوق کو اللہ کے مشابہ قرار دیتا ہے تو وہ در حقیقت ایک ایسی شبیہ تراشنے کی کوشش کرتا ہے جس کی کوئی اصل کائنات میں موجود ہی نہیں۔ یہ عمل انسانی عقل سلیم پر اس لیے بدترین ظلم ہے کیونکہ عقل کا تقاضا حقیقت کو تسلیم کرنا ہوتا ہے، جبکہ شرک ایک ایسے فرضی مفروضے پر عمارت کھڑی کرتا ہے جس کا کوئی عقلی یا نقلی وجود نہیں۔

اس تمام علمی اور تحقیقی بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ شرک محض ایک مذہبی عقیدہ نہیں بلکہ یہ کائنات کے پورے نظام عدل کے خلاف ایک سنگین جرم اور بدترین ناانصافی ہے، جسے قرآن کریم نے ظلم عظیم کے جامع عنوان سے تعبیر کیا ہے۔ جب انسان لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ 30 کے ابدی ضابطے کو توڑ کر ایک بے مثال خالق کو اس کی اپنی ہی ناقص اور فانی مخلوق کے برابر لا کھڑا کرتا ہے، تو وہ دراصل حقیقت کا قتل اور اپنی عقل سلیم پر سب سے بڑا ظلم کرتا ہے۔ یہ فکری کجی انسان کو اس کے حقیقی مقام بندگی سے گرا کر وہم خوف اور غیر اللہ کی غلامی کے اندھیروں میں دھکیل دیتی ہے۔ اللہ تعالی کی ذات کو گالی دینا اس کے لیے اولاد منسوب کرنا یا اپنی عبادات میں ریاکاری جیسے شرک اصغر کو شامل کرنا، یہ تمام صورتیں اس بنیادی ظلم کی شاخیں ہیں جو انسانی اخلاص کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہیں۔ توحید کا عدل صرف یہ نہیں کہ زبان سے اللہ کو ایک مانا جائے، بلکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اس کی تمام صفات میں بے مثال اور بے نیاز تسلیم کیا جائے۔

کائنات کی بقا اور انسانی وقار کا تحفظ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان ہر قسم کے شرک جلی اور خفی سے پاک ہو کر اپنے خالق کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ یہی وہ پیغام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کی دعوت کا خلاصہ رہا ہے کہ توحید ہی اصل عدل ہے اور اس سے انحراف ہی کائنات کا سب سے بڑا ظلم ہے۔

حوالہ جات

1۔احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، مصطفی البیی الحلبی اینڈ سنز لائبریری، مصر،1992ء، باب الشین، ج3، ص265

2۔محمد ابن یعقوب الفیروزآبادي، القاموس المحیط، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، 2005ء، ط ھشتم، باب الکاف، فصل الشین، ص944

3۔احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، باب الظاء، ج3، ص468

4۔عبدالرحمن بن حسن، فتح المجید واحد عقدہ شرح کتاب التوحید، ص79

5۔محمد تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن، ص1258

6۔علی بن اسماعیل، المحکم والمحدث الاعلام، ج 10، ص238

7۔لقمان:13

8۔الاخلاص: 1۔4

9۔الحج:73

10۔المؤمنون:91

11۔الانعام:82

12۔لقمان:13

13۔امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان، بَابٌ ظُلْمٍ دُونَ ظُلْمٍ رقم الحدیث 32

14۔النساء:48

15۔النساء:116

16۔امام بخاری، صحیح بخاری، كِتَابُ التَّوْحِيدِ وردُّ الجَهْمِيَّة وغَيْرِهِمْ ، بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رقم الحدیث 5976

17۔سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ج 4، ص15

18۔امام بخاری، صحیح بخاری، كِتَابُ التَّوْحِيدِ وردُّ الجَهْمِيَّة وغَيْرِهِمْ ، بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ، رقم الحدیث 7373

19۔النساء:116

20۔ایضاً

21۔الحج:31

22۔امام مسلم، صحیح مسلم، كَتَاب الزُّهْد وَالرَّقَائِق ، بَابُ مَنْ أَشْرَكَ فِي عَمَلِه غَيْرَ الله، رقم الحدیث 7475

23۔امام بخاری، صحیح بخاری، كِتَابُ التَّفْسِيرِ ، بَابُ قَوْلِهِ: (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)، رقم الحدیث 4482

24۔الانبیاء : 25

25۔الاعراف:73,85,65,59

26۔العنکبوت:40

27۔الفرقان:17۔ 18

28۔الشوریٰ : 11

29۔سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد4، صفحہ485

30۔الشوریٰ : 11